التفہیمات الالٰہیہ
اوراس کی تردیدوتائید میں لکھے گئے رسالے

جناب مولانا نورالحسن راشدکاندھلوی

یوں تو حضرت شاہ ولی اللہ کی تمام ہی تحریرات و تصانیف جاذب توجہ اور فکر ونظر کی راہوں میں چراغاں فرمانے والی ہیں، لیکن ان میں خاص طور سے چار کتابیں سب سے ممتاز و متنوع اور غیر معمولی مباحث و جہات کی حامل ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ، خیر کثیر، البدور البازغہ اور التفہیمات الالٰہیہ۔ اگرچہ حضرت شاہ صاحب کی جملہ تصانیف میں سب سے زیادہ اہم اور بلند و بالا تمغۂ امتیاز حجۃ اللہ البالغہ کے لیے مختص ہے مگر مختلف مباحث وعنوانات پر حضرت شاہ صاحب کے افکار کی جیسی گوناگوں اور متنوع تصویر التفہیمات الالٰہیہ میں نظر آتی ہے، یہ بات اور ہفت رنگ ترجمان حضرت شاہ صاحب کی کسی اور تصنیف کو حاصل نہیں اور حضرت شاہ صاحب کے افکار کی وسیع واقفیت کے لیے حجۃ اللہ البالغہ کے بعد سب سے زیادہ استفادہ بھی اسی سے کیا جاتا ہے۔ راقم سطور اس غیر معمولی کتاب پر گفتگو کا کسی بھی طرح اہل نہیں، تاہم التفہیمات کی تالیف و ترتیب کی نوعیت اور اس کے قلمی نسخوں اور نئی پرانی طباعتوں اور ان کے متعلقات پر چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کررہا ہے۔

التفہیمات کے حوالہ سے سب سے پہلی بات تو یہ تحقیق طلب ہے کہ یہ حضرت شاہ صاحب کی تالیف ہے یا صرف مجموعۂ افادات۔ دوسرے اس کا سنہ ترتیب وتالیف کیا ہے؟ تیسرے اس کے معلوم قلمی اور مطبوعہ نسخے ان کی معنویت نیز التفہیمات کے بعض مندرجات ومباحث اوران

کاندھلہ۔

کے متعلق چند تصانیف وتحریریں! چوتھے کیا اس کے مطبوعہ نسخے نسخۂ مصنف یا معتبر ترین قلمی نسخوں کے مطابق ہیں، یا ان میں ترمیم وتغیر ہوا ہے، ان میں سے ہر ایک پہلو پر چند گذارشات حاضر ہیں۔

حضرت شاہ صاحب کے چند مجموعہائے افادات اوران کے مرتبین: حضرت شاہ ولی اللہ کے علوم و افادات اور تصانیف و مولفات کو متعدد پہلوؤں پر کئی طرح سے تقسیم کیا جاسکتا ہے، حضرت شاہ صاحب کے علوم وافادات میں سے کچھ تو وہ تصانیف ہیں جو خود حضرت نے اول سے آخر تک مرتب ومکمل فرمائی ہیں، چندوہ ہیں جن کے مسودات مرتب ومنتشر تھے، ان کو حضرت شاہ صاحب کے خاص شاگردوں نے خصوصاً شاہ محمد عاشق پھلتی اور حضرت خواجہ محمد امین ٹھٹوی نے مرتب و مکمل کیا۔ تصانیف کے بعد شاہ صاحب کے افادات، واردات اور مکتوبات وملفوظات کی بات آتی ہے، اس طرح کے تمام مجموعے شاہ صاحب کے شاگردوں اور متوسلین نے مرتب فرمائے۔ حضرت شاہ صاحب کی حیات میں شاہ صاحب کے مکتوبات کے پانچ مجموعے مرتب ہوئے جو شاہ محمد عاشق، ان کے فرزند شاہ عبدالرحمان پھلتی وغیرہ مختلف حضرات نے مرتب کیے۔ ملفوظات وافادات کی ترتیب کے علاوہ اور علمی خدمات میں بھی شاہ محمد عاشق اور خواجہ محمد امین پیش پیش رہے۔ ان مجموعوں میں سے القول الجلی فی آثار الولی اور التفہیمات الالٰھیه سب سے ممتاز ومعروف ہیں لیکن ان دونوں میں ایک خاص فرق ملحوظ رکھا گیا ہے۔ شاہ محمد عاشق کی تحریروں سے تاثر ملتا ہے کہ القول الجلی میں صرف وہ افادات وملفوظات درج کیے گئے ہیں جو واردات ومکاشفات اور احوال باطن کے مشاہدات سے متعلق ہیں جنہیں شاہ صاحب نے زبانی ارشاد فرمایا ہے، التفہیمات الالٰہیہ میں علوم ومباحث کی گرہ کشائی فرمائی گئی ہے، ان کو اولاً خود شاہ ولی اللہ نے قلم بند فرمایا ہے، بعد میں تفہیمات میں شامل کیے گئے۔

القول الجلی کے اکثر مندرجات زبانی ارشاد فرمائے گئے تھے جن کو شاہ محمد عاشق یا دوسرے اصحاب نے قلم بند کیا یا خود شاہ صاحب نے حاضر خدمت افراد میں سے کسی سے لکھوا کر محفوظ کر لیے اور شاہ محمد عاشق وغیرہ کو بھیج دیے یا شاہ محمد عاشق اور خواجہ امین میں سے کسی کو ان افادات کی خبر ہوئی تو انہوں نے خود طلب کیے اور القول الجلی وغیرہ میں شامل کر دیے، تفہیمات کی

نوعیت اس سے خاصی مختلف ہے، تفہیمات کی اکثر تفہیمات یا علوم و افادات حضرت شاہ ولی اللہ نے خود تحریر کیے اور جیسے جیسے یہ علوم و افادات قلم بند ہوتے رہے شاہ محمد عاشق کے پاس جاتے رہے، اور وہ شاہ ولی اللہ کی ترسیل کے مطابق ان کو سلک تالیف میں مرتب کرتے رہے۔

التفہیمات شاہ محمد عاشق پھلتی کی تالیف ہے؟ اگر چہ تفہیمات پر شاہ ولی اللہ کی مکتوبہ تمہید ہے جس سے یہ خیال ہوتا ہے اور یہی عموماً مشہور و متعارف بھی ہے کہ التفہیمات نہ صرف حضرت کے افادات ہیں بلکہ تفہیمات حضرت کی تالیف بھی ہے لیکن حضرت شاہ کے مکتوبات کے مجموعوں میں شامل مکتوبات سے اس کی خاصی رہنمائی مل رہی ہے کہ تفہیمات کی تالیف و تدوین، حضرت شاہ ولی اللہ کی ہدایات کی روشنی میں شاہ محمد عاشق نے فرمائی ہے۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

''دریں ولا قصیدہ در مدح حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انشاء کردہ شدہ است، بعضے ابیات او نیم کاردہ ماندہ است، ان شاء اللہ تعالیٰ ایں قصیدہ مع تفہیمات ثلثہ خواہند رسید''۔ (۱)	انہی دنوں میں ایک قصیدہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہا ہے مگر اس کے چند شعر ناتمام ہیں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ قصیدہ تین تفہیمات کے ساتھ پہنچے گا۔

یہ مکتوب واضح کر رہا ہے کہ التفہیمات میں جس کو وہ مرتب فرما رہے تھے، تفہیمات اور اشعار و قصائد درج ہیں، شاہ صاحب لکھ کر شاہ محمد عاشق کو بھیجتے رہتے تھے اور جیسے ہی یہ چیزیں شاہ محمد عاشق کے پاس پہنچتیں، شاہ صاحب ان کو اسی ترتیب کے مطابق اس مجموعہ میں شامل کر لیتے، جس کو وہ مرتب فرما رہے تھے۔ شاہ صاحب کے ایک گرامی نامہ کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے جس سے اس خیال کی مزید تائید ہو رہی ہے اور التفہیمات کے اختتام تالیف کے متعلق شاہ ولی اللہ کی ہدایت کا بھی علم ہو رہا ہے، شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ:

''تفہیم مجازات مرسل است، آں را در تفہیمات داخل کردہ بعض مبشرات و خطب باو جمع کردہ تمام نمایند''۔ (۲)	تفہیم مجازات روانہ ہے اس کو تفہیمات میں داخل کر کے، بعض مبشرات اور خطبے اس کے ساتھ جمع کر کے (تفہیمات کو) مکمل کر دیں۔

شاہ محمد عاشق صاحب نے یقیناً اس ہدایت پر عمل کیا اور مجازات پر تفہیمات کو ختم کر دیا

ہوگا، تفہیمات کے مطبوعہ نسخوں سے اس کی جزوی تصدیق بھی ہوتی ہے، کیوں کہ تفہیمات کی مطبوعہ پہلی جلد کا مجازات کی بحث پر اختتام ہوگیا ہے مگر یہ ایک مستقل المیہ ہے کہ التفہیمات کی اس وقت تمام اشاعتوں میں جو حصہ جلد اول کے عنوان سے چھپا ہے، وہ نسخہ مصنف کی روشنی میں فی الحقیقت جلد ثانی ہے اور جس کو جلد دوم کے نام سے شائع کیا جاتا ہے وہ دراصل جلد اول ہے۔

ان جلدوں کے مضامین اور تفہیمات کی الٹ پلٹ کی کچھ تفصیل انشاء اللہ آئندہ سطور میں آرہی ہے، یہاں التفہیمات کے سنہ تالیف کا کچھ تذکرہ مناسب ہے۔

تفہیمات کا سن تالیف: تفہیمات الٰہیہ کی تالیف کب شروع ہوئی اس کی واضح شہادت تو نہیں ملی لیکن بعض قرائن سے خیال ہوتا ہے کہ اس کی جمع و تالیف کا کام حضرت شاہ صاحب کے سفر حجاز سے پہلے شروع ہوکر (آغاز سفر ۸- ربیع الآخر ۱۱۴۳ھ/ اکتوبر ۱۷۳۰ء، اختتام ۱۴/ رجب سنہ ۱۱۴۵ھ/اوائل جنوری ۱۷۳۳ء) جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۴۶ھ (۱۷۳۳ء) میں مکمل ہوگیا تھا، اس کی خود حضرت شاہ محمد عاشق کے قلم سے (مکتوبہ تفہیمات الٰہیہ جلد اول کے اختتامی کلمات) سے واضح تصدیق ہورہی ہے۔ شاہ محمد عاشق نے اس نسخہ کے اختتام پر یہ کلمات رقم فرمائے ہیں:

"تم الجلد الاول من التفهيمات الالهيه ، لامام العارفين وقطب المحققين ، فانى فى الله الشيخ ولى الله مدظله العالى ۔ بيد الفقير الحقير محمد عاشق ، كان الله له وغفر عنه ۔

يوم السبت ۔ وقت الضحىٰ ۔ رابع عشر شهر جمادى الاولىٰ سنة ست واربعين ، و مائة والف من هجرة النبى صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه وبارك وسلم تسليما كثيراً كثيراً"۔ (۳)

جلد اول میں (جو مطبوعہ نسخوں میں جلد ثانی بنی ہوئی ہے) جو تحریریں خصوصاً اجازت نامے شامل ہیں، ان میں قدیم ترین اجازت نامہ بنام شیخ بدرالحق ہے، جو ربیع الثانی ۱۱۴۲ھ کا مکتوبہ اور اس وقت تک دریافت شاہ صاحب کا قدیم ترین اجازت نامہ ہے، اس کے بعد اجازت نامہ بنام شیخ محمد عابد بن علاء الدین بن سیف اللہ ہے مگر اس پر تاریخ اجازت تحریر نہیں، یہ اجازت نامہ

ناشرین کی غلطی سے اس جلد میں بے محل شامل کردیا گیا ہے جس کو جلد اول کہا جاتا ہے۔

جلد اول مکمل ہونے کے بعد غالباً جلد ہی جلد دوم کی تالیف وترتیب پر توجہ ہوگئی تھی، اس کا قرینہ یہ ہے کہ تفہیمات جلد ثانی (جو مطبوعہ نسخوں میں جلد اول ہے) کا آغاز شاہ نوراللہ پھلتی بڈھانوی کے نام اجازت نامہ حدیث وسلوک سے ہوا ہے، جو ۲۸/ جمادی الثانی ۱۱۴۶ھ (دسمبر ۱۷۳۳ء) یعنی تفہیمات کے مذکورہ بالا نسخہ (مکتوبہ شاہ محمد عاشق جمادی الاول ۱۱۴۶ھ) کی کتابت کے بعد تحریر ہوا ہے۔

دوسری جلد کی تالیف اندازاً پندرہ سال سے زیادہ عرصہ تک رہی، کیوں کہ جلد اول سنہ ۱۱۴۶ھ کے وسط میں مکمل ہوگئی تھی، اس لیے قرین قیاس ہے کہ جلد ثانی کی تالیف پر توجہ کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگا ہوگا، یہ کام مکمل کب ہوا، اس کی جلد دوم کے مندرجات خود ہی ایسی واضح اطلاع دے رہے ہیں کہ کسی اور شہادت وتائید کی ضرورت نہیں۔

تفہیمات جلد دوم، میں شاہ محمد عاشق کے لیے نہایت زوردار بلکہ غیر معمولی اجازت و خلافت نامہ شامل ہے جس پر تاریخ کتابت ۷/ربیع الاول ۱۱۵۹ھ (اپریل ۱۷۴۶ء) درج ہے (۴) اس سال کے چند اور افادات، تفہیمات میں شامل ہونے کا شاہ محمد عاشق نے القول الجلی میں بھی ذکر کیا ہے، لکھا ہے کہ:

"درشہر شعبان ازشہور سنہ پنجاہ ونہ بعد ہزار و صد، از پھلت بشاہجہاں آباد حضرت ایشاں تشریف بردند، ایں فقیر بہ رکاب کرامت انتساب آنحضرت بود، واز اخیرہ شہر مذکور قصد اعتکاف اربعین فرمودند۔	ماہ شعبان سنہ گیارہ سو انسٹھ (۱۱۵۹ھ۔ (۵) میں حضرت والا (شاہ صاحب) پھلت سے شاہ جہاں آباد (دہلی) تشریف لے گئے، یہ فقیر (شاہ محمد عاشق) بھی حضرت کی بابرکت ہمراہی میں تھا، حضرت نے شعبان کے آخر میں چالیس دن کے اعتکاف کا ارادہ فرمایا۔
درشب اول از اربعین ارشاد نمودند کہ یک داعیہ برمی خیزد کہ کیفیت تحقیق باسماء اللہ الحسنی بطرزے کہ درخود یافتہ می شود تحریر نمودہ	ان چالیس دنوں کی پہلی رات میں فرمایا کہ ایک داعیہ دل میں پیدا ہورہا ہے کہ حق تعالیٰ شاہ کے اسمائے حسنہ کے معانی جس طرح کہ مجھ پر کھلے

آید، پس آں را مرتبہ تحریر بخشیدہ در سلک تفہیمات الٰہیہ منظّم فرمودند"۔ (۶)	ہیں ان کو تحریر میں لایا جائے، اس لیے ان کو لباس تحریر بخش کر تفہیمات الٰہیہ کی ترتیب میں شامل فرمایا۔

نیز اجازت نامہ بنام شاہ محمد عاشق تفہیمات جلد اول میں تقریباً نصف اول کے اختتام پر ہے یعنی اس کے اندراج کے وقت تفہیمات کی دوسری جلد کی تالیف تقریباً نصف تک پہنچی تھی اور اس کے بعد بھی تفہیمات کی تالیف کا سلسلہ دیر تک چلتا رہا، اس کا اختتام کب ہوا، اس کا علم اس سے ہوتا ہے کہ جلد اول کے آخر میں جو افادات و اجازات ہیں، ان میں سے چند اک پر سنہ کتابت بھی تحریر ہے، رمضان سنہ ۱۱۶۰ھ (اکتوبر ۱۷۴۷ء) کی یادگار حافظ عبد الرحمان بن حافظ نظام الدین ٹھٹوی کے لیے اجازت نامہ ہے۔ اس کے بعد تفہیمات کے چند ہی صفحات باقی ہیں اور اسی پر حضرت شاہ ولی اللہ کی ہدایت کے مطابق تفہیمات کا اختتام ہوگیا ہے، اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ التفہیمات کی دوسری جلد کی تالیف سنہ ۱۱۴۶ھ کے نصف ثانی (۱۷۳۴ء) میں شروع ہو کر اندازاً چودہ سال کے بعد، سنہ ۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء) کے شاید آخری دنوں میں مکمل ہوئی۔

تفہیمات کے قلمی نسخے: سنہ تالیف کے بعد تفہیمات کے قلمی نسخوں کا ذکر مناسب ہوگا۔ برصغیر ہند کے ذخیروں میں اس وقت تک تفہیمات کے صرف پانچ قلمی نسخوں کا سراغ ملا ہے، ان کا مختصر تعارف یہ ہے:

۱- تفہیمات کا سب سے اہم، سب سے معتبر جلد اول کا وہ نسخہ ہے جو مرتب نسخہ شاہ محمد عاشق پھلتی کی خوبصورت اور دلکش تحریر میں ہے اور تفہیمات کا قدیم ترین معلوم نسخہ ہے۔ یہ نسخہ حضرت شاہ ولی اللہ کی تمہید سے جلد اول کے اختتام تک کے جملہ مندرجات پر مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا کوئی صفحہ ضائع بلکہ پرانا اور مضمحل بھی نہیں ہوا، راقم سطور نے اس نسخہ کی زیارت کی ہے اور اس کا مکمل فوٹو اسٹیٹ راقم کے ذخیرہ میں موجود ہے۔

یہ نسخہ درمیانی پیمائش کے ایک سو پینتالیس اوراق یا دو سو نوے صفحات پر مشتمل ہے، فی صفحہ پندرہ سطریں ہیں اس کی کتابت ۱۴/ جمادی الاولی ۱۱۴۶ھ (اکتوبر ۱۷۳۳ء) کو مکمل ہوئی

ہے، ترقیمہ کاتب کی مکمل عبارت گذر چکی ہے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

یہ نسخہ تقریباً سنہ ۱۹۳۴ء (۱۳۵۳ھ) سے اہل نظر کے علم میں ہے، علامہ اقبال نے علامہ سید سلیمان ندوی کے نام اپنے ایک خط میں، اس نسخہ کا تذکرہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

> ''ہاں ایک ضروری بات یاد آگئی یہاں ایک صاحب کے پاس شاہ ولی اللہ کی تفہیمات الٰہیہ کی دوسری جلد ہے، جو شاہ عاشق حسین شاگرد شاہ ولی اللہ کی لکھی ہوئی ہے۔
>
> کیا ندوہ کے کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے، مولوی نواب صدر یار جنگ کے ہاں جو نسخہ ہے وہ پہلی جلد ہے یا دوسری، یا دونوں؟ کیا کسی نے اس کتاب کے اردو ترجمہ کا انتظام کیا ہے، مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ شاید ''معارف'' میں اس کے اردو ترجمہ کا اعلان کیا گیا تھا''۔ (۷) (مکتوبہ ۶/ستمبر ۱۹۳۴ء)

مگر تعجب ہے کہ اس نسخہ کی دریافت اور اہل فضل وکمال کی محفلوں اور خط وکتابت میں اس کے تذکرہ کے باوجود ملک کا موقر علمی ادارہ مجلس علمی ڈابھیل (گجرات) اس نسخہ کے وجود سے بے خبر ہی رہا، اس کو اس نسخہ کا علم ہی نہیں ہوا، جس کی وجہ سے مجلس کے اہتمام وانصرام سے شائع نسخہ تفہیمات میں اس کا اشارۃً بھی کہیں تذکرہ نہیں آیا، استفادہ کی بات تو بعد کی ہے۔

۲۔ **نقل نسخہ مولف:** قدامت واستناد دونوں پہلوؤں سے نسخہ لاہور کے بعد نسخہ ٹونک کا مقام ہے، یہ نسخہ مصنف مرتب تو نہیں لیکن کاتب کی صراحت کے مطابق نسخہ مصنف سے منقول ہے، اس نسخہ کے ساتھ الخیر الکثیر بھی منقول اور مجلد ہے، یہ نسخہ نواب محمد علی خاں نواب ٹونک کے ذاتی کتب خانہ میں سنہ ۱۲۹۰ھ میں داخل ہوا، اس کے پہلے صفحہ پر یہ کلمات تحریر ہیں:

> ''تفہیمات حضرت قدوۃ العلماء، مولوی شاہ ولی اللہ صاحب، منقول از مسودہ اول قلمی خط فارسی، کاغذ سفید۔ در کتب خانہ یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خاں بہادر، دام اقبالہ والی ٹونک در سنہ ۱۲۹۰ھ داخل گردید''۔ (۸)

راقم کو اس نسخہ سے راست استفادہ کا موقع نہیں ملا، اس لیے مزید تعارف سے قاصر ہے۔

۳۔ **نسخہ مملوکہ شاہ محمد عمر خلف شاہ محمد اسماعیل شہید:** تیسرا نسخہ جس کے سنہ کتابت اور

کاتب کے متعلق معلومات نہیں، مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ کے یونی ورسٹی کلکشن میں ہے، اس نسخہ کی معنویت یہ ہے کہ اس کے حواشی پر ایک جگہ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کے فرزند، شاہ محمد عمر (وفات سنہ ۱۲۶۸ھ) کے مختصر افادات اور دستخط ثبت ہیں۔ اس نسخہ کو مولانا سید احمد رضا بجنوری (مرتب نسخہ مطبوعہ علمی ڈابھیل) نے اپنے سامنے موجود نسخوں میں صحیح ترین قرار دیا ہے۔ (۹)

۴-مکتوبہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی: ایک اور تقریباً مکمل نسخہ کتب خانہ مظاہر علوم سہارنپور میں موجود ہے، جو غالباً ہندوستان کے مشہور عالم اور دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے صدر مدرس مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے قلم سے ہے، اس کی کتابت ۲۱ صفر سنہ ۱۲۹۶ھ (فروری ۱۸۷۹ء) کو مکمل ہوئی جلد اول کے آخر میں ترقیمہ کاتب ہے، جو ان الفاظ پر مشتمل ہے:

"تمت نسخة تفهيمات الٰهيه ، يوم الخميس فى شهر صفر المظفر سنة ثمان و تسعين ، بعد الالف والمائتين "۔ بقلم محمد یعقوب عفی عنہ

اگر چہ اس میں نانوتوی کی صراحت نہیں مگر اور قرائن اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ یہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی ہی کا قلم اور تحریر ہے۔

الف: تفہیمات کے بعد اس جلد میں حضرت شاہ ولی اللہ کی تالیف، تحقیق رسالہ وحدة الوجود والشهود یامکتوب بنام شیخ محمد اسماعیل آفندی نقل ہے، جو مولانا محمد یعقوب کے بھانجے (اور مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کے بڑے بھائی) مولانا نذیر احمد انبیٹھوی نے نقل کیا ہے، لکھا ہے:

"الحمد للہ کہ...... تاریخ ۲۱/صفر ۱۲۹۶ھ بخط بے ربط، کمترین نذیر احمد، ساکن انبیٹھہ ضلع سہارنپور، در بھاول پور اختتام یافت"۔

یہ نسخہ ہلکے آسمانی رنگ کے عمدہ باریک ولایتی کاغذ پر نقل ہوا ہے، کہیں کہیں دوسرے رنگ کا کاغذ بھی استعمال ہوا ہے۔ تحریر نستعلیق رواں اور صاف ہے، چند خاص عبارتوں اور کلمات کو جلی اور نمایاں کر کے لکھا ہے، فی صفحہ سترہ سطور آئی ہیں، افسوس کہ اس نسخہ کی دوسری جلد ناتمام ہے۔ یہ نسخہ بھی نسخہ مرتب مجلس علمی مطبوعہ بجنور کے بنیادی مراجع میں شامل ہے۔ مولانا احمد رضا

بجنوری نے اس کا یوں ذکر کیا ہے:

''النسخة الخطية فی مکتبة مظاهر العلوم السهارنفوريه وهذه نسخة كاملة جيدة النسق والترتيب عندنا ، ولذا قد وضعنا ترتيب نسختنا فی الاکثر علی ترتيبها بحسب التقديم والتاخير''۔(۱۰)

۵-نسخہ سرسید احمد: پانچواں نسخہ وہ ہے جو سرسید احمد نے کسی پرانے مگر غلط نسخہ سے اپنے لیے نقل کرایا تھا، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے سرسید احمد نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ:

''تفہیمات الٰہیہ میرے پاس ہے، بہ مشکل ایک کتاب ملی تھی، اس کی نقل جلدی میں لے لی تھی۔ وہ اصل کتاب ہی غلط تھی نقل شاید اور غلط ہو''۔(۱۱)

یہ نسخہ بھی مولانا آزاد لائبریری میں محفوظ ہے، اس کا امتیاز یہ ہے کہ اس کے کم سے کم ایک صفحہ پر سرسید احمد کے قلم سے عربی میں حاشیہ تحریر ہے، اس نسخہ پر سنہ کتابت وغیرہ درج نہیں۔

۶-نسخہ مملوکہ مولانا نورالحق علوی لاہور: چھٹا نسخہ وہ تھا جس کا مولانا احمد رضا خاں صاحب بجنوری نے (مولانا عبیداللہ سندھی کے خاص شاگرد اور تربیت یافتہ عالم) مولانا نورالحق لاہور کے ذاتی ذخیرہ کے حوالہ سے تذکرہ کیا ہے، مگر افسوس کہ مولانا نورالحق کی وفات (یکم جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء) کے بعد، مولانا کا علمی ذخیرہ قادیانیوں نے خرید لیا تھا اور وہ تمام بیش بہا دینی علمی اثاثہ جو خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ کی قلمی کتابوں اور ان پر مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا نورالحق کی تعلیقات و افادات پر مشتمل تھا، پاکستان میں قادیانیوں کے بڑے مرکز ربوہ منتقل ہوگیا تھا، اب اس کے متعلق کچھ بھی معلوم کرلینا آسان نہیں ہے۔ آں دفتر را گاؤ خورد، وگاؤ را قصاب بردو قصاب درراہ مرد۔

تفہیمات کی اشاعتیں: تفہیمات کی طباعت کا غالباً سب سے پہلے بہار کے ایک ممتاز عالم اور حضرت شاہ ولی اللہ کی بعض تصانیف ورسائل کے ناشر، مولانا علی اکرم آروی نے ارادہ کیا تھا۔ وہ اس کو اپنے مطبع آرہ سے شائع کرنا چاہتے تھے مگر شاید یہ تمنا عملی صورت اختیار کرنے سے قاصر رہی، آرہ کی مطبوعہ تفہیمات کا اب تک کہیں حوالہ و اقتباس نظر سے نہیں گزرا۔

سب سے پہلی طباعت: تفہیمات کی طباعت کا منصوبہ اس وقت جزوی طور پر نمودار ہوا جب مولانا سید احمد ولی اللّٰہی نے اپنے معروف مطبع ''احمدی دہلی'' سے اس کا پہلا حصہ شائع کیا۔ یہ مختصر سی اشاعت معروف حصہ اول کی ابتدائی چند تفہیمات پر مشتمل ہے۔ جس کا اختتام:

''اصول دعوۃ الشیخ ابی الحسن الشاذلی والشیخ ابی العباس البونی''

پر ہوگیا ہے، اس اشاعت میں اس تفہیم کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ کا رسالہ تحقیق وحدۃ الوجود والشہود یا مکتوب بنام شیخ اسماعیل آفندی شامل ہے، جو اس موقع پر تفہیمات کے اور مطبوعہ نسخوں میں موجود نہیں اور اسی پر تفہیمات کی یہ اشاعت اختتام پذیر ہوگئی ہے۔

اس نسخہ پر سنہ ترتیب و کتابت یا اشاعت و طباعت نیز مولوی سید احمد ولی اللّٰہی کے قلم سے تمہیدی وضاحت یا اختتامیہ بھی موجود نہیں۔ البتہ حضرت شاہ صاحب کے علوم اور ان کی بعض مشکلات کے حل اور ان کی طباعت کی ضرورت پر مولانا محمد اسحاق (خلف مولوی نجم الہدیٰ، نگینہ ضلع بجنور) کی تین صفحہ کی ایک تحریر شامل ہے، جس سے جھلکتا ہے کہ وہی اس نسخہ کے مرتب اور اشاعت کے محرک تھے۔

نسخۂ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی صرف انسٹھ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں صفحہ چھپن (۵۶) تک تفہیمات درج ہیں، ستاون (۵۷) سے سرسٹھ (۶۷) تک ''رسالہ وحدۃ الوجود والشہود'' ہے آخر کے دو صفحات پر مولانا اسحاق نگینوی کی تحریر ہے۔

مولانا اسحاق صاحب نے لکھا ہے کہ اگر یہ نسخہ اسی ترتیب اور منصوبہ کے مطابق مکمل چھپا تو ایسے ہی آٹھ حصوں میں مکمل ہوگا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ کسی اور حصہ کی طباعت کا موقع نہیں آیا مگر حصہ اول مکرر چھپا تھا۔

۲-اشاعت بجنور: تفہیمات کا سب سے مشہور اور عموماً معتمد نسخہ وہ ہے جو مجلس علمی ڈابھیل (گجرات) کے جید علماء کی ایک جماعت نے قلمی نسخوں سے مرتب اور مقابلہ و تصحیح کر کے مجلس علمی کی جانب سے مدینہ پریس بجنور سے ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۶ء) میں طباعت کے اعلیٰ معیار پر شائع کرایا تھا، اس نسخہ پر بحیثیت سکریٹری مجلس مولانا احمد رضا صاحب بجنوری کا کلمۃ الناشر درج ہے۔

یہ نسخہ دو جلدوں میں ہے، جلد اول کی ابتداء دو صفحہ کے کلمۃ الناشر سے ہوتی ہے، ص ۳

سے ص ۸ تک فہرست مضامین ہے، ص ۹ سے ص ۲۶۴ تک کتاب کے مندرجات ہیں، ص ۲۶۵ سے ص ۲۷۳ تک نو صفحہ کا اغلاط نامہ ہے۔ دوسری جلد میں آٹھ صفحات کی فہرست مضامین ہے اور چار صفحہ کا اغلاط نامہ۔

جلد اول کے آغاز پر کلمۃ الناشر میں ان نسخوں کا ذکر ہے جن سے اس مطبوعہ کی تصحیح اور مقابلہ میں مدد لی گئی ہے، ان نسخوں کا حوالہ گذر چکا ہے مگر افسوس ہے کہ اس وضاحت اور ممتاز اہل علم کے ملاحظہ و تصحیحات سے گزرنے کے باوجود یہ نسخہ ترتیب اور تصحیح دونوں پہلوؤں سے بحث ونظر ثانی کا متوقع ومنتظر ہے۔ سب سے پہلی اور بڑی غلطی یہ ہے کہ اس اشاعت میں مرتب و مولف کی ترتیب یکسر بدل گئی ہے، اس طباعت میں جلد ثانی جلد اول بن گئی ہے اور جلد اول کو جلد ثانی شمار کرلیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے تاریخی مندرجات کی ترتیب الٹ پلٹ گئی اور حضرت شاہ صاحب کے افکار ونظریات کی ترقی اور تبدیلی کی جس کیفیت کا مشاہدہ تفہیمات کی صحیح ترتیب میں ہوسکتا ہے وہ بھی کالعدم ہوگیا، اس نسخہ کی ترتیب کی بعض خامیوں پر آیندہ سطور میں کچھ عرض کیا جائے گا۔

۳-نسخہ مرتبہ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی، حیدرآباد، سندھ: حضرت شاہ ولی اللہ کی کتابوں اور ان پر کی گئی تحقیقات وتعلیقات سے کچھ بھی دلچسپی رکھنے والوں کے لیے مولانا علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی (وفات ۱۴/شوال ۱۴۲۴ھ/ ۹/دسمبر ۲۰۰۳ء) کا نام اور حضرت شاہ صاحب کی تصانیف پر مولانا قاسمی کی تعلیقات اور ترجمے غیر متعارف نہیں ہیں۔ جن میں ایک بڑا اور غالباً سب سے مشہور کام التفہیمات الالٰہیہ کے نئے نسخے کی تصحیح و تعلیق واشاعت ہے۔

اس نسخہ پر مولانا نے اڑتیس صفحہ کا مقدمہ لکھا ہے، جس میں حضرت شاہ صاحب کی حکمت نیز حضرت شاہ صاحب کی کتابوں کے چند قلمی نسخوں کا تعارف کرایا ہے اور چوں کہ مولانا کو تفہیمات کا کوئی معتبر قلمی نسخہ دستیاب نہیں ہوا اور نسخہ لاہور کا مولانا قاسمی کو بہ ظاہر علم بھی نہیں تھا اس لیے اس اہم ترین نسخہ اور دیگر قلمی نسخوں سے استفادہ نہ کرسکے اور صرف مطبوعہ بجنور کو اسی ترتیب اور انہی جلدوں کے مطابق صحیح کرکے شائع کردیا۔ یہ تصحیحات ایک تو وہ تھیں جن کی لمبی فہرستیں مطبوعہ بجنور کے آخر میں شائع ہیں، مطبوعہ بجنور میں ان کے علاوہ بھی اغلاط ہیں، ان سب کی متن میں تصحیح کی

گئی، آیات شریفہ اور احادیث کے مختصر حوالہ لکھ دیے ہیں، جس کی وجہ سے یہ نسخہ مطبوعہ بجنور سے بہت بہتر، صحیح اور نسبتاً زیادہ لائق اعتماد ہو گیا ہے۔ کاش مولانا قاسمی صاحب کو نسخہ لاہور کا علم ہوتا اور وہ سہارنپور اور ٹونک کے نسخوں سے راست استفادہ فرما سکتے تو تفہیمات کا اعلیٰ درجہ کا شایان شان نسخہ وجود میں آجاتا مگر: وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۔

یہ نسخہ درمیانی پیمائش کی دو ضخیم جلدوں میں ٹائپ سے چھپا تھا، جس کی جلد اول ۱۳۹۰ھ (۱۹۷۰ء) میں چھپی تھی۔ چند برسوں کے بعد اس کا ایک ری پرنٹ بھی چھپا تھا جس کی خصوصاً دوسری جلد سامنے ہے، اس پر سنہ طباعت درج نہیں۔

اشاعت بجنور و حیدر آباد کی چند سقطات اور فرو گذاشتیں: تذکرہ اور اشارات آچکے ہیں کہ تفہیمات کے مطبوعہ نسخوں میں بہت التباس اور خاصی بے ترتیبی ہو گئی ہے، یہاں اس اجمال کی کچھ تفصیل حاضر ہے:

ا- تفہیمات کے مطبوعہ تمام نسخوں میں سب سے پہلی اور شاید سب سے بڑی کوتاہی اور غفلت یہ ہوئی ہے کہ تمام اشاعتوں میں جلد اول کو ثانی اور ثانی کو اول قرار دے دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے حضرت شاہ ولی اللہ کے افکار و نظریات کی ترقی یا ارتقاء کی گویا تاریخی ترتیب نگاہوں سے اوجھل ہو گئی، تفہیمات پر ایک نظر ڈالنے سے اس کا خاصا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس میں درج تفہیمات، وہ علوم و نظریات ہوں یا تحریرات و اجازت نامے، حضرت شاہ صاحب کی تحریرات کی تاریخ املاء و کتابت کے مطابق اسی ترتیب سے درج ہیں جس طرح شاہ صاحب نے ان کو قلم بند فرمایا اور ایک کے بعد ایک درجہ بہ درجہ شاہ محمد عاشق صاحب کو روانہ فرمائے۔ اس لیے جب ان کو حضرت شاہ ولی اللہ اور مرتب تفہیمات کی ترتیب کے مطابق پڑھا جائے گا تو اس کی کیفیت اور فائدہ دوسرا ہوگا اور جب دونوں کی قائم کی ہوئی ترتیب کو نظر انداز کر دیا جائے گا، تو اس سے صحیح نتائج اخذ کرنا مشکل ہو جائے گا، اسی طرح اس میں درج تحریرات و تاریخوں کے آگے پیچھے ہو جانے سے سخت الجھن ہوگی اور بات راہ سے بے راہ ہو جائے گی۔

ب: بجنور اور حیدر آباد میں شائع جلدوں میں سے جو اول سے مشہور ہے وہ جلد ثانی ہے۔ اور جو جلد ثانی کے عنوان سے چھپی ہے وہ درحقیقت جلد اول ہے۔ اس کی تحقیق کے لیے

کسی باریکی میں جانے کی ضرورت نہیں، یہ بات خود شاہ ولی اللہ کی تمہید اور جلد اول مرتبہ مکتوبہ شاہ محمد عاشق سے بالکل عیاں ہے، مصنف یا صاحب افادات تمہید، ہمیشہ کتاب کے آغاز پر ہی لکھتا ہے، ایسا ہونا بہت ہی نادر ہے کہ مولف کتاب یا وہ شخص جس کے علوم وافادات اس کتاب میں درج کیے گئے ہوں، کتاب کی پہلی جلد یا حصہ اول کو نظر انداز فرما کر، اپنی تمہید اور کلمات افتتاح کے لیے جلد ثانی کو منتخب فرمائیں۔ دوسری مطبوعہ جلد کے آغاز پر حضرت شاہ ولی اللہ کی تمہید کی موجودگی اس کا ایک بڑا ثبوت ہے کہ یہی جلد اول اور مبدأ کتاب ہے۔

ج: اسی نسخہ کے اختتام پر، جس کے آغاز پر شاہ ولی اللہ نے کلمات تمہید رقم فرمائے ہیں، شاہ محمد عاشق پھلتی کے قلم سے (جو حسب صراحت حضرت شاہ تفہیمات کے مرتب و مولف بھی ہیں) یہ صراحت ہے کہ یہ جلد اول ہے لکھا ہے:

"تم الجلد الاول، من التفهيمات الالهيه، لامام العارفين وقطب المحققين، فانی فی الله، الشيخ ولی الله مدالله ظلاله العالی بيد الفقير الحقير محمد عاشق كان الله له، وغفر عنه"۔

د: حضرت شاہ صاحب کے قدیم ترین دستیاب اجازت نامے مثلاً برائے شیخ بدر الحق، مکتوبہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۲ھ اسی حصہ میں درج ہیں جس حصہ کو جلد اول کہا جا رہا ہے اور جلد ثانی میں وہ اجازت و خلافت نامے نقل کیے گئے ہیں جو تفہیمات کی جلد اول (مکتوبہ بقلم شاہ محمد عاشق ۱۱۴۶ھ) کی تکمیل کے بعد رقم ہوئے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ وہ حصہ جس کو جلد ثانی کہا جا رہا ہے جلد اول ہے۔ جلد ثانی وہ ہے جس کو جلد اول کے نام سے چھاپا گیا ہے۔

جلد اول کو جلد ثانی سمجھنے کی غلطی ایسی نہیں تھی کہ اسی پر بات رک جاتی، اس غلطی نے کچھ اور فرو گذاشتوں کو جنم دیا جس کی وجہ سے جلد اول جس کو جلد ثانی کے نام چھاپا گیا ہے وہ بھی اور جلد ثانی جس کو جلد اول سمجھ کر شائع کیا ہے وہ بھی دونوں ناقص رہ گئیں۔ مزید یہ ہوا کہ معروف جلد اول کی ترتیب بدل کر اصل سے بہت مختلف ہو گئی ہے، اس ضمن میں بھی چند معروضات توجہ چاہتی ہیں:

۱- تفہیمات جلد اول، جو بجنور اور حیدرآباد سے جلد ثانی کے عنوان سے چھپی ہے،

اس میں حضرت شاہ ولی اللہ کی نوشتہ تمہید سے، تفہیم دوسو بیالیس (۲۴۲) تک جملہ تفہیمات ایک ہیں، ترتیب اور مندرجات میں کوئی اختلاف نہیں، لیکن اس کے بعد سے دونوں کی ترتیب اور مندرجات یکسر مختلف ہوگئے ہیں۔ جلد اول کی آخری تفہیم یا اندراج جس پر قلمی اور نسخہ مطبوعہ متفق ہیں۔ آیت شریفہ: وَمَا اَرسَلْنَا قَبلَكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ...... کی تفہیم اور توضیح ہے، اس کے نسخہ کے بعد مطبوعہ بجنور میں کوئی تفہیم شامل نہیں، مرتبین نسخۂ بجنور نے (نسخہ مجلس علمی ڈابھیل کی ترتیب میں) اس کے بعد اس حصہ کے اختتام پر ترتیب وار:

☆ ...... تحقیق مسئلة وحدة الوجود والشهود ۔

☆ ...... اجازة البعث والارشاد والدرس وغيرها للشيخ بدرالحق ۔

☆ ...... صورة ظهور انوار الانبياء والاولياء ۔

☆ ...... وصايا المصنف لاولاده واحبابه ۔

☆ ...... المبشرات ۔

☆ ...... الخطب ۔

شامل کیے ہیں، حالاں کہ ان میں سے کوئی ایک افادہ یا تحریر بھی جلد اول مکتوبہ شاہ محمد عاشق میں موجود نہیں۔ شاہ محمد عاشق صاحب نے درج بالا تفہیم: وما ارسلنا کے بعد تقریباً بائیس تفہیمات اور نقل فرمائی ہیں جو مطبوعہ بجنور کی اس جلد میں شامل نہیں اور نسخہ بجنور میں جو چیزیں شامل ہیں ان میں سے "رسالہ وحدة الوجود والشهود" تفہیمات کا حصہ ہی نہیں ہے اور وصیت نامہ بھی القول الجلی میں شامل ہو چکا تھا، وہ بھی یہاں زائد اور ترتیب مولف کے خلاف ہے۔ اجازت نامہ بنام شیخ بدرالحق بلاشبہ تفہیمات جلد اول کا حصہ ہے مگر وہ بھی مطبوعہ بجنور میں بے محل نقل ہوا ہے، نسخہ مولف جلد اول میں اس سے پہلے کئی تفہیمات ہیں، جو مطبوعہ بجنور کی اس جلد میں موجود نہیں ہیں۔

قلمی نسخہ میں اجازت برائے شیخ بدرالحق کے بعد ایک اور اجازت نامہ بھی ہے، جو شیخ محمد عابد بن علاء الدین بن سیف اللہ کے لیے ہے، اس تحریر میں شاہ ولی اللہ نے سنہ تحریر ثبت نہیں فرمایا، اسی پر تفہیمات جلد اول کا نسخۂ مصنف انجام بخیر ہوگیا۔ اس کے بعد یہ صراحت لائق مطالعہ ہے:

''تم الجلد الاول ، من التفهيمات الالٰهيه ، لامام العارفين وقطب المحققين فانی فی الله الشيخ ولی الله مد الله ظلال ارشاده ۔ بيد الفقير محمد عاشق كان الله له ''۔

اشاعت بجنور کے آخر میں جو مبشرات اور خطبات درج ہیں، ان کو جلد ثانی کے اختتام پر آنا چاہیے تھا، حضرت شاہ ولی اللہ کی شاہ محمد عاشق کے نام ہدایت کے یہ الفاظ اوپر آچکے ہیں کہ:

''تفہیم مجازات مرسل است، آں را در تفہیمات داخل کردہ بعضے مبشرات وخطب باو جمع کردہ تمام نمایند''۔ (۱۲)

ایک تفہیم مجازات کے موضوع پر روانہ ہے، ان کو تفہیمات میں داخل کر کے چند مبشرات اور خطبے اس کے ساتھ جمع کر کے (تفہیمات کو) مکمل کر دیں۔

اس صراحت وارشاد کے بعد مبشرات اور خطبات کا مجازات کی بحث وتفہیم کے علاوہ کسی اور جگہ نقل ہونا حضرت شاہ صاحب اور نسخۂ مولف کی تصریح کے خلاف ہے اور یہی اطلاع اس بات کی شہادت بھی ہے کہ جو حصہ بجنور سے حصہ اول کے عنوان سے چھپا ہے، وہ درحقیقت حصہ دوم اور تفہیمات کا حرف ختام ہے۔

۲- یہ چند پہلو تو اس جلد کے تھے جس کو جلد ثانی مشتہر کر دیا گیا ہے، اب یہ بھی ملاحظہ ہو کہ جلد ثانی کی ترتیب وتدوین میں کیسے کیسے غیر تدوینی اثرات نقش کیے گئے ہیں۔

ابھی گذرا ہے کہ جلد ثانی کے نام سے جو جلد چھپی ہے وہ جلد اول ہے مگر اس میں سخت فروگذاشتیں ہوگئی ہیں، جس میں سے ایک بڑی واضح فروگذاشت جلد اول کے آخر میں درج تقریباً بائیس تفہیمات کا اپنی جگہ شامل نہ ہو کر دوسری جلد میں ادھر اُدھر منتشر ہو جانا ہے۔ جلد اول (نسخہ مکتوبہ شاہ محمد عاشق) کے آخر میں جو مزید بائیس تفہیمات ہیں ان کی ترتیب کیا ہے اور وہ اس جلد سے خارج ہو کر جلد اول (درحقیقت جلد دوم) میں کہاں کہاں نقل ہوگئی ہیں، اس کا سطور ذیل سے اندازہ کیجیے۔

تفہیمات الٰہیہ نسخہ قلمی ۱۱۴۶ھ میں درج آخری تفہیمات

تفہیم:......وما ارسلنا قبلك ۔ ورق نمبر: ۱۱۱ الف (نسخہ بجنور جلد ۲ صفحہ: ۲۱۴)۔

تفہیم:...... ولقد همت به وهم بها ۔ورق نمبر: ۱۱۱ب (نسخہ بجنور جلد ا صفحہ: ۲۶۰)۔

تفہیم:...... اعلم ان التجلی ۔ورق نمبر: ۱۱۲ب (نسخہ بجنور جلد ا صفحہ: ۲۶۱)۔

تفہیم:...... اعلم رحمك الله ان لنا ۔ورق نمبر: ۱۱۴ب۔

تفہیم:...... وکم من بعاد کان قربا ۔ورق نمبر: ۱۱۵ (نسخہ بجنور جلد ا صفحہ: ۱۶)۔

تفہیم:...... درتعبیر واقعات یکے از اصحاب ۔ورق نمبر: ۱۱۷الف (نسخہ بجنور جلد ا صفحہ: ۳۰)۔

تفہیم:...... افمن شرح الله صدره ۔ورق نمبر: ۱۲۳ ب (نسخہ بجنور جلد ا صفحہ: ۴۱)۔

تفہیم:...... اعلم ان الوحدة الکبری ۔ورق نمبر: ۱۲۶الف (نسخہ بجنور میں موجود ہی نہیں)۔

تفہیم:...... ان اللّٰه عبداً افاضته ۔ورق نمبر: ۱۳۴الف (نسخہ بجنور میں موجود ہی نہیں)۔

تفہیم:...... شیخ المشائخ خواجه محمد باقی در آخر ۔ورق نمبر: ۱۳۴ (ص: ۴۲ جلد ۲)۔

تفہیم:......درهمه حال در توجه بحضرت حق ۔ورق نمبر: ۱۳۵ الف (ص ۴۳، جلد ۲)۔

تفہیم:......ما بهر حال محکوم استعداد دم ۔ورق نمبر: ۱۳۵ ب (بجنور جلد اول، صفحہ ۴۳)۔

تفہیم:......اعتماد ما برحق سبحانه ۔ورق نمبر: ۱۳۵ الف (صفحہ ۱۴۳، جلد دوم)۔

تفہیم:......بسرم در ده که ایں تقریر بمردم برساں ۔ورق نمبر: ۱۳۶ الف (بجنور صفحہ ۱۷، جلد اول)۔

تفہیم:......شرح ، بشنوازنے چوں حکایت می کنند ۔ورق نمبر: ۱۳۶ ب (بجنور جلد اول، صفحہ ۱۸-۱۹)۔

تفہیم:......الوجدان فی حد ذاته لا یکون ۔ورق نمبر: ۱۳۷ الف (بجنور جلد اول، صفحہ ۱۸)۔

تفہیم......روی ان علیا کرم اللہ وجہ۔ورق نمبر: ۱۳۸ ب (بجنور، جلد اول، صفحہ ۴۲)۔

تفہیم......فیقول القائل لا فائدة فی الصلوة علی۔ورق نمبر: ۱۳۹ ب۔

تفہیم......سالنی سائل عن قول امام الطریقة وقطب الحقیقة۔ورق نمبر: ۱۴۱ ب۔

تفہیم......اجازت نامہ برائے شیخ بدر الحق۔ورق نمبر: ۱۴۲ ب (نسخہ بجنور، جلد اول، صفحہ ۱۳۶/ ۱۳۹)۔

تفہیم......الحمد للّٰہ الذی انعم فاجزل واعطیٰ فافضل۔ورق نمبر: ۱۴۲ الف (بجنور جلد اول، صفحہ ۱۳۵)۔

معلوم نہیں کہ ایسی فاش غلطی اور اتنی بڑی غلط فہمی کیوں کر ہوئی کہ تفہیمات کا ایک آخری حصہ تقریباً بائیس تفہیمات حصہ اول سے خارج ہو کر جلد ثانی میں پہنچ گیا اور وہ بھی اصل حصہ کی ترتیب کے خلاف ادھر اُدھر منتشر ہو کر یہی نہیں بلکہ بعض تفہیمات جو جلد اول میں شامل کی گئی ہیں، وہ جلد ثانی (جو دراصل جلد اول ہے) گزر گئی ہیں اور بعض ایک ہی جلد میں مکرر آگئی ہیں۔

تفہیمات میں معراج کے متعلق شاہ صاحب کا ایک نظریہ اور اس کی تائید و تردید میں رسائل و مولفات: حضرت شاہ ولی اللہ نے التفہیمات میں جہاں اور پچاسوں موضوعات و مباحث پر گفتگو کی ہے، ان میں سے ایک اہم نازک بحث معراج کی بھی ہے۔شاہ صاحب کا ایک قول یہ ہے کہ شق قمر معجزہ نہیں بلکہ علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے، فرماتے ہیں:

”اما شق القمر فعندنا لیس من المعجزات ، انما ھو من آیات القیامة ، کما قال اللّٰہ تعالیٰ : اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ، ولکنه صلی اللّٰہ علیه وسلم اخبر عنه قبل وجوده فکان معجزةً من ھذا السبیل “۔(۱۳)

اگر حضرت شاہ صاحب کے اس ارشاد کو، شاہ صاحب کی دوسری تحریرات کے ساتھ ملا کر پڑھا دیکھا جائے تو اس میں کوئی ابہام ہے اور نہ پیچیدگی اور نہ ہی منہج سلف سے ہٹ کر کوئی بات، مگر پھر بھی اس قول کی وجہ سے شاہ صاحب کی تردید بلکہ تکفیر بھی کی گئی، اس سلسلہ میں کئی علماء

نے متعدد رسائل لکھے اور خاصے دنوں تک ایک علمی ہنگامہ برپا رہا، اگرچہ اس مبحث کو تازہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں لیکن تفہیمات کے متعلق معلومات کی تکمیل کے لیے ان اعتراضات و مولفات کا بھی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

یہ سوال کس نے اٹھایا اور کیوں اس پر بحث شروع ہوئی، مجھے اس کا سراغ نہیں ملا، لیکن مولانا احمد علی احراری رام پوری کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ گفتگو تقریباً سنہ ۱۲۷۵ سے جاری تھی اور اس پر غالباً سب سے پہلی تالیف (علامہ محدث، مولانا عبدالحئ فرنگی محلی کے والد ماجد) مولانا عبدالحلیم فرنگی کا رسالہ ''نظم الدرر فی سلك شق القمر'' ہے جو سنہ ۱۲۷۸ھ میں تالیف ہوا، اس زمانہ میں مولانا عبدالحلیم حیدرآباد میں مقیم تھے، اس لیے نظم الدرر پہلی مرتبہ حیدرآباد سے ۱۲۷۹ھ میں شائع ہوا۔ مولانا عبدالحلیم کا یہ رسالہ سامنے آیا تو مولانا احمد علی احراری رام پوری نے فارسی میں ''اثبات الظفر فی عظمت معجزۂ شق القمر'' کے نام سے اس کا جواب لکھا، جو مطبع مظہر العجائب مدراس سے ۱۲۸۰ھ میں چھپا مولانا عبدالحلیم جو سنہ ۱۲۸۰ھ میں حج کے لیے گئے تھے حرمین شریفین سے اپنے رسالہ علمائے حرمین کی تصدیقات ساتھ لائے اور اس کو مطبع علی بخش لکھنؤ سے ہدایہ اخیرین کے ساتھ شائع کرادیا۔

ان دونوں رسائل کی تالیف و اشاعت کے بعد اور اہل علم نے بھی اس بحث پر قلم اٹھایا، شیخ قادر بخش دہلوی نے اظہار الحق کے نام سے ایک رسالہ لکھا، جو حیدرآباد سے چھپا اور بھی بعض اصحاب نے اس پر اظہار خیال فرمایا، ان سب کے جواب میں مولانا احمد علی احراری نے ایک نسبتاً مفصل کتاب ''اثبات الاخبار فی اعجاز سید الابرار (صلی اللہ علیہ وسلم)'' کے نام سے اردو میں لکھی، اس میں اپنے نظریہ اور حضرت شاہ ولی اللہ کی تائید میں ہندوستان بھر کے پچاسوں علمائے کرام کی تحریریں، تقریظات اور فتوے شامل کیے، جس میں شیخ حسین بن محسن یمانی، مولانا مفتی محمد ایوب پھلتی، مولانا نواب صدیق حسن خاں، مولانا سید محبوب علی جعفری، مولانا نواب قطب الدین احمد، مولانا مفتی صدرالدین آزردہ اور دہلی کے شہزادگان وغیرہ شامل ہیں، یہ سب تحریریں اس رسالہ میں شامل کرکے، آخر میں مولانا عبدالحلیم کے رسالہ پر مزید علمی تبصرہ کیا۔ یہ رسالہ اثبات الاخبار، مطبع نظامی کانپور سے ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۳ھ میں شائع ہوا تھا جو جلد ہی

دوسری مرتبہ بھی چھپا۔ بعد میں حضرت مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی نے مولانا احمد علی احراری کے جواب میں ایک رسالہ ”جمع الغرر فی الرد علی نثر الدرر“ کے نام سے تالیف کیا، اس رسالہ کا حضرت مولانا نے اپنی تصانیف کی فہرست میں تذکرہ فرمایا ہے (۱۴) مگر یہ رسالہ غالبًا شائع نہیں ہوا اور حضرت مولانا فرنگی محلی کے مجموعۂ رسائل و مصنفات، رسائل الامام اللکنوی، مرتبہ مولانا نعیم اشرف (مطبوعہ کراچی و ایران) میں بھی شامل نہیں ہے۔

حافظ احمد علی شوق نے مولانا احمد علی احراری کے سفر حیدرآباد کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا کا اسی موضوع پر، حیدرآباد میں مولانا عبدالحلیم لکھنوی سے مناظرہ بھی ہوا تھا، (۱۵) مگر یہ اطلاع صحیح نہیں، مولانا احمد علی نے مولانا عبدالحلیم صاحب کے رسالہ کی مکرر اشاعت کے بعد مولانا سے روسائے حیدرآباد کی موجودگی میں مناظرہ کرنا چاہا تھا مگر وہ ارادہ پورا نہ ہوسکا، جیسا کہ خود مولانا احراری نے اثبات الاخبار میں لکھا ہے۔

اسی مبحث پر حضرت مولانا محمد قاسم النانوتوی کے شاگرد خاص، مولانا سید احمد حسن امروہوی نے بھی اپنے ایک مضمون میں اظہار خیال فرمایا تھا اور معراج کے متعلق علماء اور متکلمین کے مختلف نظریات میں مطابقت کی کوشش فرمائی تھی۔

یہ التفہیمات الالہیہ کے متعلق غور وفکر کے چند گوشے تھے جن پر راقم سطور نے کچھ عرض کیا، ممکن ہے اور بھی بعض گوشے اور معلومات ہوں جو راقم کی دسترس میں نہیں۔ والحمد للّٰہ اولاً و آخرًا۔

حوالے

(۱) مجموعہ مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ، مرتبہ شاہ عبدالرحمان پھلتی۔ مکتوب چہل و چہارم ص ۲۷ (نسخہ عثمانیہ یونیورسٹی۔ حیدرآباد)۔ (۲) مجموعہ مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ، مکتوب بنام شاہ محمد عاشق، مرتبہ شاہ عبدالرحمان۔ مکتوب صدو چہل و ہفت۔ جلد اول۔ (نسخہ عثمانیہ یونی ورسٹی۔ حیدرآباد)۔ یہ خط نسخہ مکتوبات حضرت شاہ ولی اللہ مرتبہ و مترجمہ مولانا نسیم احمد فریدی صاحب کے حصہ دوم میں مکتوب: ۱۴۱ کے تحت درج ہے۔ ص ۲۷۸۔ (رامپور

۲۰۰۴ء) (۳) اس نسخہ کا مکمل فوٹو اسٹیٹ راقم سطور کے ذخیرہ میں موجود ہے۔ فالحمد للہ علی ہذہ النعمۃ۔ یہاں یہ عرض کر دینا چاہیے کہ اس نسخہ کا علامہ اقبال نے علامہ سید سلیمان ندوہ کے نام اپنے ایک خط، مکتوبہ ۶/ ستمبر ۱۹۳۴ء میں ذکر کیا ہے۔ اقبال نامہ ص ۱۸۸ مرتبہ شیخ عطاء اللہ (طبع اول، لاہور ؟؟؟) نیز ملاحظہ ہو: کلیات مکاتیب اقبال، سید مظفر حسین برنی صفحہ ۴۳۰ جلد سوم، (طبع اول، دہلی: ۱۹۹۳ء)۔ (۴) التفہیمات الالٰہیہ ص ۱۲۱ تا ۱۲۸ جلد اول مطبوعہ بجنور (جو در حقیقت جلد ثانی ہے) جس کی اوپر بھی وضاحت ہو چکی ہے۔ (۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء)۔ (۵) القول الجلی فی مناقب الولی ...... ص ۱۳۶ (عکس نسخہ قلمی کاکوری۔ مطبوعہ دہلی: ۱۴۰۹ھ)۔ (۶) القول الجلی کے ترجمہ (ص ؟؟ مطبوعہ کاکوری ۱۹۸۸ء) میں یہاں ۱۱۵۹ھ کی جگہ ۱۱۵۵ھ لکھا گیا ہے جو صحیح نہیں، اصل میں ۱۱۵۹ھ بالکل واضح درج ہے۔ (۷) اقبال نامہ، مرتبہ شیخ عطاء اللہ جلد اول: نیز ملاحظہ ہو: کلیات مکاتیب اقبال، مرتبہ مظفر حسین صاحب برنی، ص ۶۲۰ دہلی: ۱۹۹۳ء جلد سوم ...... مگر یہ غلط فہمی یہاں بھی در آئی ہے کہ نسخہ لاہور دوسری جلد ہے، جب کہ حقیقت میں وہ جلد اول ہے۔ (۸) اس نسخہ کا اسی قدر تعارف، قصر علم (ٹونک کے کتب خانہ اور نوادر) مرتبہ صاحب زادہ شوکت علی خاں (بلاسنہ ٹونک) کے ص: ۶۱ اور ص: ۱۷۰ پر درج ہے۔ (۹) التفہیمات الالٰہیہ، کلمۃ الناشر (بجنور: ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء)۔ (۱۰) کلمۃ الناشر نسخہ مطبوعہ بجنور: ۱۳۵۵ھ۔ (۱۱) مکتوبات سر سید احمد، بنام منشی ممتاز علی، لاہور۔ مکتوبات سر سید، مرتبہ اسماعیل پانی پتی ص: ۱۴۷ جلد دوم۔ (لاہور: ۱۹۸۵ء) (۱۲) مجموعہ مکاتیب شاہ ولی اللہ، مرتبہ شاہ محمد عبد الرحمان پھلتی۔ مکتوب یک صد و چہل و ہفت (۱۴۷) جو نسخہ مرتبہ مولانا نسیم احمد صاحب فریدی میں مکتوب: ۱۴۱ کے تحت حصہ دوم میں درج ہے۔ (رام پور۔ ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء) (۱۳) الف: التفہیمات الالٰہیہ، تفہیم: ۵۷۔ مطبوعہ بجنور ص: ۵۷/ ج: ۲۔ ب: مرتبہ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قاسمی (حیدر آباد ص: ۶۵ ج: ۲۔ سندھ بلا سنہ)۔ (۱۴) ملاحظہ ہو: مقدمہ عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ ص: ۱۳۰، اندراج: ۳۹۔ جلد اول (مطبع مجتبائی دہلی: ۱۳۲۷ھ)۔ (۱۵) تذکرۂ کاملان رامپور ص: ۲۳ (پٹنہ ۱۹۸۶ء)